اسلام کی عظمت کے مٹانے کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کیلئے جماعت احمدیہ کو قائم کیا گیا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴؍فروری بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

- ☆ سوائے عاجزانہ راہوں کے اختیار کرنے کے نجات کی کوئی راہ نہیں۔
- ☆ تمہارے ایمان کی صداقت کو پرکھنے کے لئے تمہارا امتحان لیا جائے گا۔
- ☆ اے خدا تو ہمیں ہر حالت میں اور ہر معنی میں صبر کی توفیق عطا کر۔
- ☆ رضائے الٰہی کے حصول کے بعد تمہیں اس کی ناراضگی کبھی نہیں ملے گی۔
- ☆ غلبہ اسلام کے لئے جو بھی تقاضا ہے جماعت کا فرض ہے کہ پورا کرے۔

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

اسلام کی قوت کم کرنے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے مٹانے کے لئے دنیا میں ظاہری طور پر بھی اور باطنی طریقوں سے بھی منصوبے ہو رہے ہیں اور سازشیں کی جارہی ہیں اور ان تمام منصوبوں اور ان تمام سازشوں کا مقابلہ کرنے کیلئے جماعت احمدیہ کو قائم کیا گیا ہے۔ جب ہم اپنے نفسوں پر نگاہ ڈالتے ہیں تو خود کو بے کس اور کمزور پاتے ہیں۔ سوائے توکل کے کوئی پناہ نہیں پاتے۔ سوائے دعا کے کوئی چارہ نہیں دیکھتے۔ سوائے عاجزانہ راہوں کے اختیار کرنے کے نجات کی کوئی راہ نہیں پاتے۔ اسی لئے گزشتہ سال میں نے جماعت میں یہ تحریک کی تھی کہ دوست کثرت سے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کا ورد کریں اور میں نے جماعت سے کہا تھا کہ جو دوست بڑی عمر کے ہیں۔ یعنی جن کی عمر ۲۵ سال سے اوپر ہے وہ ہر روز کم از کم دوسَو بار یہ دعا پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کریں اور اس کی تسبیح بیان کریں اور جن کی عمر ۱۵ سے ۲۵ سال تک ہے وہ یہ دعا سَو بار ورد کریں اور جن کی عمر ۷ سال سے ۱۵ سال تک ہے وہ یہ دعائیں ۳۳ بار پڑھیں اور جن کی عمر ۷ سال سے کم ہے وہ چھوٹے بچے بھی جو الفاظ اُٹھانے لگتے ہیں جنہوں نے بولنا شروع کیا ہوتا ہے ان سے بھی ان کی مائیں یا ان کے والدین یا ان کے مربی یہ دعا کم از کم ۳ بار پڑھوا دیا کریں۔

میں نے یہ تحریک مارچ کے وسط میں کی تھی اور مارچ کے آخر کسی وقت محرم شروع ہو رہا تھا۔ میں نے تحریک کی تھی کہ یکم محرم سے ایک سال تک کے لئے دوست یہ دعا کرتے رہیں اس کے بعد میں نے جون میں احباب جماعت کو توجہ دلائی تھی کہ ہمارے ذمہ جو کام ہے وہ بڑا سخت ہے وہ بڑا مشکل ہے۔ ہم کمزور ہیں۔ اسلام کا مخالف ظاہری اور مادی اور دنیوی لحاظ سے ہر قسم کی طاقتیں رکھنے والا ہے اور اسکے پاس تمام اسباب موجود ہیں۔ ظاہر پر نگاہ ڈالیں تو ہم مقابلہ کرنے کے قابل نہیں لیکن ہمیں اپنی قوتوں پر

بھروسہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنی بشری کمزوریوں سے ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ایسا نہ ہو ہم اپنی بشری کمزوریوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے خود کو محروم کر دیں اور اس طرح اسلام کی فتح کا دن قریب لانے کی بجائے ہماری ہستیاں انہیں دور لے جائیں۔ اس لئے بڑی عمر کے احباب جماعت جو ۲۵ سال سے زائد عمر کے ہیں وہ سَو بار استغفار پڑھا کریں اور ان میں سے جو چھوٹی عمر کے ہیں ۱۵ سے ۲۵ سال کی عمر کے ۳۳ بار اور اور ۱۵ سے کم عمر والے ۱۱ بار استغفار پڑھا کریں۔ اس کے بعد میں نے جماعت کو کم از تعداد مقرر کئے بغیر یہ تحریک کی تھی کہ یہ دعا کثرت سے پڑھیں۔

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا

میں آج ایک تو یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ سال ختم ہونے والا ہے دوست دعائیں چھوڑ یں نہ! بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں جو حالات رونما ہو رہے ہیں ان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان دعاؤں کو کم کرنے کی بجائے اور بھی زیادہ کریں۔ کم سے کم کی تعداد تو میں وہی رکھنا چاہتا ہوں بڑھانا نہیں چاہتا لیکن خدا تعالیٰ جن لوگوں کو ہمت اور توفیق دے اور جن کے دلوں میں اسلام کی محبت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا شعلہ پہلے سے زیادہ شدت سے بھڑک رہا ہو وہ پہلے سے زیادہ کثرت کے ساتھ حمد اور تسبیح اور درود کا ورد کریں۔

اس کے علاوہ میں آج ایک نئی دعا بھی ان دعاؤں میں شامل کرنا چاہتا ہوں دوست اس دعا کو بھی کثرت کے ساتھ پڑھیں اور وہ یہ ہے۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (البقرہ: ۲۵۱)

یہ دعا قرآن کریم میں روایتاً ہی بیان ہوئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہی انبیاء علیہم السلام کو دعائیں سکھا تا رہا ہے اور جب ان کو قرآن کریم میں دوہرایا گیا ہے تو اسی غرض سے دوہرایا گیا ہے کہ ایک مسلمان بھی ان دعاؤں کی طرف متوجہ ہو اور ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دعا میں یہ سکھایا ہے کہ یہ دعا کیا کرو کہ اے خدا! ہمیں کمال صبر عطا کر اور ہمیں ثبات قدم بخش۔ پاؤں میں کبھی لغزش نہ آئے اور وہ جو تیرے اور تیرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر اور مخالف اور تیری توحید کے خلاف اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے خلاف منصوبے باندھنے والے اور سازشیں کرنے والے ہیں ان کے مقابلہ میں خود ہماری مدد کو آ تا کہ تیری توحید قائم ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی محبت اور عظمت کو انسان کا دل تسلیم کرنے لگے اور وہ آپ کی برکات اور فیوض سے حصہ لے۔

اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا اَفْرِغْ کے اصل معنی تو یہ ہیں کہ جب کنوئیں سے ڈول میں پانی نکالا جائے تو اس کو اس طرح اُنڈیلا جائے کہ وہ خالی ہو جائے۔ یعنی پورے کا پورا پانی ڈال دیا جائے۔ پس اس ڈول کو خالی کر دینے کو افراغ کہتے ہیں۔ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا کے یہ معنی ہوں گے کہ ہمیں صبر کا کمال عطا کر ہم پر سارے کا سارا صبر نازل کر۔

قرآنی محاورہ میں صبر کے بہت سے معانی ہیں۔ صبر کے ایک معنی یہ ہیں کہ اپنے نفس کو سختی کے ساتھ احکام شریعت کا پابند بنایا جائے اور ہوائے نفس اور نفسانی خواہشات کے خلاف کمال مجاہدہ کیا جائے۔ یعنی اوامر کی اتباع اور پیروی اور تعمیل احکام اور جو نواہی ہیں ان سے پورے طور پر بچنا اور اپنے نفس کے خلاف مجاہدہ کرنا کہ وہ کہیں ہوائے نفس کا شکار نہ بن جائے اور یہ سب کچھ رضائے الٰہی کی خاطر کرنا۔

تو یہ دعا ہے کہ اے خدا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا ہمیں اس رنگ میں کمال صبر عطا کر کہ ہم تیری شریعت کے کامل اور سچے متبع بن جائیں اور وہ راہیں جو تیری ناراضگی کی طرف لے جانے والی ہیں ان راہوں کو اپنے نفس پر کُلّی طور پر مسدود کر لیں۔ ہوائے نفس کا شکار نہ بنیں اور یہ اس لئے نہ کریں کہ ہمیں دنیا کے اموال ملیں اور ہمارے دل میں اس دنیا کی لذتوں کی جو خواہش ہے وہ پوری ہو بلکہ یہ اس لئے کریں کہ ہمیں تیری رضا مل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا کی یہ دعا کرتے رہا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے کہ اوامر پر کاربند رہو اور نواہی سے بچتے رہو کہ عمل کی توفیق اسی وقت ملتی ہے جب اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور دعا سے اسے حاصل کرنا چاہیئے۔

صبر کے ایک معنی یہ ہیں (اگر اس پہلے معانی کو دو کہہ دیں یعنی شریعت کے احکام کی پابندی اور نواہی سے بچنا تو) اس کے تیسرے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو مصائب آئیں ان سے انسان گھبرائے نہیں بلکہ انہیں بشاشت کے ساتھ برداشت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تم میری شریعت پر عمل کرو گے اور منکر سے بچو گے۔ جب تم میری بتائی ہوئی تعلیم کی دنیا میں اشاعت کرو گے۔ جب وہ دنیا جو نفس پرستی اور عیش پرستی میں محو ہے ان کو ان کی برائیوں سے روکو گے تو یقیناً وہ تمہارے خلاف ہر قسم کے منصوبے کریں گے۔ سازشیں کریں گے ان کے شر سے بچنے کیلئے مجھ سے دعا کرو۔ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا کہ اے ہمارے ربّ! ہم تیرے منہ کی خاطر تیرے حکم پر کاربند ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور تیری

ناراضگی کے خوف سے تیری بتائی ہوئی نواہی سے بچتے ہیں لیکن ہمیں یہ اندھی دنیا ستانے لگ جاتی ہے۔ ہمیں دکھ دینے لگ جاتی ہے یہ نہیں چاہتی کہ تیرا بول بالا ہو۔ تیری شریعت قائم ہو۔ یہ اندھی دنیا نہیں چاہتی کہ اسلام کی جو مسرتیں ہیں وہ انہیں ملیں کیونکہ اس طرح انہیں دنیا کی مسرتیں اور لذتیں اور عیش چھوڑنے پڑتے ہیں۔ ہم تجھ سے یہ التجا کرتے ہیں کہ اگر اس راہ میں مصائب آئیں جیسا کہ الٰہی جماعتوں پر آیا کرتے ہیں تو پھر ہمیں اپنے فضل سے یہ توفیق دینا کہ ہم ان مصائب کے مقابلہ میں صبر سے کام لیں اور ہمارے دل گھبرا نہ جائیں اور ہم ان مصائب کے وقت ایسا نمونہ دکھائیں کہ دنیا پر ان کا اچھا اثر ہو اور دنیا یہ سمجھنے لگے کہ جب خدا کے اتنے کمزور بندے ہر قسم کے مصائب کو برداشت کر رہے ہیں تو ضرور کوئی بات ہے ان کی توجہ اس طرف پھرے کہ یہ تہی دست اور قوتوں سے خالی ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پیچھے کوئی ایسی قوت اور طاقت ہے جس قوت اور طاقت کا انسان مقابلہ نہیں کر سکتا۔

پس صبر کے ایک معنی ہیں دشمن کے منصوبوں اور سازشوں کا حوصلے اور جرأت کے ساتھ مقابلہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ یہ دعا کرتے رہا کرو کہ اے ہمارے ربّ! اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا جو منصوبے اسلام کے خلاف باندھے جائیں جو سازشیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کی جائیں تو ہمیں حوصلہ اور جرأت عطا کر کہ ہم ان کا مقابلہ کریں اور انہیں تیرے فضل سے ناکام بنا دیں۔

پھر صبر کے چوتھے معنی اس امتحان کے ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا لیتا ہے کیونکہ قرآن کریم میں بڑی وضاحت سے یہ بیان ہوا ہے کہ صرف ایمان کا اقرار اور دعویٰ یا اعلان جو ہے وہ تمہارے کام نہیں آئے گا۔ تمہارے ایمان کی صداقت کو پرکھنے کیلئے تمہارا امتحان لیا جائے گا اور وہ امتحان مختلف طریقوں سے ہوگا۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حوادث زمانہ کی شکل میں امتحان کا پرچہ ڈالے گا۔ بچے فوت ہو جائیں گے۔ حوادث آئیں گے فصلیں تباہ ہو جائیں گی۔ تجارتوں میں گھاٹے پڑیں گے لوگ طعنے دیں گے کہ مسلمان ہو گئے، احمدی ہو گئے دیکھو! تمہیں کتنی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو خالی دعویٰ کافی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان لے گا اور تمہیں حوادثِ زمانہ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس وقت پورے صبر سے ان حوادث کو برداشت کرنا تمہارا کام ہے۔ تمہارا سینہ ایسے امتحان کے وقت تنگ نہیں ہونا چاہئے بلکہ تمہارے سینہ میں ایک بشاشت پیدا ہونی چاہئے کہ خدا نے میرا امتحان لیا اور خدا نے اپنے فضل سے مجھے توفیق دی کہ میں اس کے اس امتحان میں کامیاب ہو جاؤں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دعا کرتے رہو ’’اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا‘‘ کہ اے ہمارے ربّ! تو جب بھی ہمارا امتحان لینا چاہے ساتھ ہمیں اس کی توفیق بھی دے کہ ہم تیرے اس امتحان میں کامیاب بھی ہوں اور جو ہمارے حقیر اعمال ہیں ان کا نتیجہ تیری خوشنودی اور رضا کی شکل میں نکلے۔ صبر کے پانچویں معنی ہیں زبان پر قابو رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دعا کرتے رہو ’’اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا‘‘ کہ اے خدا! ہمیں اس بات کی قوت بخش کہ ہم اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھیں اور اسلام کی اشاعت میں اور اسلام کے حق میں جو جدوجہد کی جائے اس کے وہ پہلو جو اخفاء میں رکھے جانے چاہئیں ہم انہیں اخفاء میں رکھیں، ان کو ظاہر نہ کریں اور تو نے ہماری زبان پر جو پابندیاں لگائی ہیں ہم صبر کے ساتھ ان پابندیوں کو اُٹھانے والے ہوں۔ صبر کے چھٹے معنی ہیں برداشت کے ساتھ انتظار کرنا، بے صبری نہ دکھانا۔ سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دعا کرتے رہا کرو کہ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا اے ہمارے ربّ! ہمیں کمال صبر عطا کر۔ تو نے ہم سے بہت سے وعدے کئے ہیں جو اپنے وقت پر پورے ہوں گے ایسا نہ ہو کہ ہمارے نفس جلدی کی خواہش کریں اور وہ یقین جو ایک مومن کے دل میں اپنے ربّ کے وعدوں پر ہونا چاہئے وہ یقین قائم نہ رہے اور ہم بے صبری دکھائیں اور پھر بے صبری کے نتیجہ میں ایسے بول بول دیں یا ایسے اعمال کر لیں جو تجھے ناراض کر دیں اور ہم تیری بشارتوں سے محروم ہو جائیں۔ پھر تو کوئی اور قوم یا کوئی اور نسل پیدا کرے جو تیرے وعدوں کی حامل ہو۔ جن کے حق میں تیری بشارتیں پوری ہوں۔ اے خدا! ایسا نہ ہو بلکہ ہمیں صبر کے ساتھ انتظار کرنے کی توفیق عطا کر اور ہمیں اس میں بھی کمال بخش تا ہم بے صبری کی مضرات سے بچنے والے ہوں اور صبر کے ساتھ تیرے وعدوں کا انتظار کرنے والے ہوں کیونکہ تو اپنے وعدوں کا سچا ہے تو نے آسمانوں پر یہ فیصلہ کیا کہ اسلام کو تمام دنیا میں غالب کرے گا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عظمت سب انسانوں کے دلوں میں بٹھائے گا۔ اس آسمانی فیصلے کا اس دنیا میں اجراء تو ضرور ہوگا لیکن اپنے وقت پر ہوگا۔ اس کیلئے ہمارے امتحان لئے جائیں گے اس کیلئے ہم سے مجاہدے طلب کئے جائیں گے۔ اس کے لئے ہمیں مصائب میں سے گزرنا پڑے گا۔ اس کیلئے ہمیں ان منصوبوں اور سازشوں کے خلاف تدابیر کرنی پڑیں گی جو اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کی جارہی ہیں۔ اے خدا تو ہمیں ہر حالت میں اور ہر معنی میں صبر کی توفیق عطا کر رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا صبر کے جو مختلف معنی مفردات راغب میں بیان کئے ہیں وہ دراصل مختلف آیات قرآنی کی تفسیر ہی ہیں اور جب ہم قرآن کریم

پر غور کرتے ہیں تو ان معانی کو خود قرآن کریم میں پاتے ہیں جیسا کہ سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاتَّبِعۡ مَا یُوۡحٰۤی اِلَیۡکَ وَ اصۡبِرۡ حَتّٰی یَحۡکُمَ اللّٰہُ وَ ھُوَ خَیۡرُ الۡحٰکِمِیۡنَ (یونس:۱۱۰)

اس میں پہلے معنی جو شریعت کے احکام پر سختی سے کاربند رہنے کے ہیں۔ اس کی طرف اشارہ ہے کہ جو وحی تمہاری طرف کی گئی ہے۔ قرآن کریم کی شریعت نے جو احکام تمہارے سامنے رکھے ہیں ان کی اتباع کرو۔ ''وَ اصۡبِرۡ'' اور پورے مجاہدہ کے ساتھ، پورے زور کے ساتھ اپنے نفسوں کو احکام شریعت کا جو دائرہ ہے اس کے اندر باندھے رکھو اور قید رکھو۔ بے قیدی کی زندگی نہ گزارو۔ یعنی اتباعِ وحی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں صبر سے کام لو۔ یعنی پورے طور پر اپنے نفسوں پر زور دے کر شریعت کی پابندی کرو اور شریعت کا جوا اپنی گردن پر رکھو اور بے قید زندگی گزارنے کی کوشش نہ کرو۔ ''وَ اصۡبِرۡ حَتّٰی یَحۡکُمَ اللّٰہُ'' اور اس میں چھٹے معنی بھی آ جاتے ہیں جو میں نے ابھی بیان کئے ہیں کہ تم صبر کے ساتھ انتظار کرو۔ ہوگا وہی جو خدا نے چاہا اور پسند کیا۔ ہوگا وہی جس کا اللہ نے فیصلہ کر دیا ہے لیکن ہوگا وہ اپنے وقت پر۔ اس واسطے بے صبری نہ دکھاؤ۔ صبر سے کام لو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کر لے۔

''وَ ھُوَ خَیۡرُ الۡحٰکِمِیۡنَ'' اور بہترین فیصلہ وہی کیا کرتا ہے۔ دنیا فیصلے کرتی اور اس کے فیصلے ٹوٹ جاتے ہیں۔ دنیا کامیابیوں کی خواہش رکھتی اور ناکامیوں اور نامرادیوں کا منہ دیکھتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کا فیصلہ کر دیتا ہے تو وہ ''خَیۡرُ الۡحٰکِمِیۡنَ'' جو فیصلہ کرتا ہے وہی ہوتا ہے لیکن ہوتا اس وقت ہے جو اس فیصلے کے ہونے کے لئے مقدر ہو۔ تمہیں بشارتیں دی گئی ہیں۔ اپنے وقت پر پوری ہوں گی لیکن تمہیں صبر سے انتظار کرنا پڑے گا۔ تمہیں صبر کے ساتھ امتحانات میں سے گزرنا پڑے گا۔ مصائب کو برداشت کرنا پڑے گا مخالف کے منصوبوں اور سازشوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ ہوائے نفس سے بچنا پڑے گا۔ نفس کو مارنا پڑے گا خدا کے لئے موت کو اختیار کرنا پڑے گا تا تمہیں ایک نئی زندگی ملے اور احکام شریعت پر سختی کے ساتھ پابند رہنا پڑے گا۔ یہ کرنا پڑے گا اگر تم نے ان بشارتوں کا وارث اور حامل بننا ہے تو ''وَ اصۡبِرۡ حَتّٰی یَحۡکُمَ اللّٰہُ'' صبر سے کام لو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہو جائے اور فیصلے کا اجراء ہو جائے اور وہ خَیۡرُ الۡحٰکِمِیۡنَ ہے اس کے فیصلوں کے وقت کی تعیین وہی جانتا ہے اور اس کے فیصلے حق و حکمت سے پُر ہوتے ہیں اور بھلائی سے معمور ہوتے ہیں۔

صبر کے ایک معنی مصائب کو خدا کی راہ میں برداشت کرنا اور ان پر گھبراہٹ ظاہر نہ کرنا ہے۔ اس

کے متعلق سورۂ لقمان میں فرمایا۔ وَاصۡبِرۡ عَلٰی مَاۤ اَصَابَکَ اِنَّ ذٰلِکَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ (لقمان:۱۸) کہ تجھے خدا کی راہ میں جو تنگی و ترشی، دکھ اور مصیبت پہنچے اس پر صبر سے کام لے اور یقیناً یہ بات ہمت والے کاموں میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں ہی کو پسند کرتا ہے جن کے اندر ایک عزم ہوتا ہے جن کے اندر یہ یقین ہوتا ہے کہ میں خدا کے لئے اپنی زندگی گزار رہا ہوں اور جو شخص خدا کے لئے اپنی زندگی کو گزارتا ہے وہ ناکام اور نامراد نہیں ہوا کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی بشارتیں اس کے حق میں پوری ہوتی ہیں اور وہی جماعت آخر کار دنیا میں کامیاب ہوتی ہے جس جماعت کے متعلق خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہو کہ وہ اسے کامیاب کرے گا۔

خدا تعالیٰ کا آسمانوں پر یہ فیصلہ ہے اور زمین پر اس فیصلے کا اجراء ہوگا کہ اسلام ساری دنیا میں غالب آ جائے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے اس فیصلے کے اجراء کے لئے ایک زمانہ مقرر کیا ہے اور اس فیصلے کے اجراء میں ہمیں شامل کرنے کے لئے اور ان بشارتوں کا حامل بننے کے لئے اس نے بہت سی ذمہ داریاں عائد کی ہیں اور ایک مومن ان ذمہ داریوں کی ادائیگی سے گھبراتا نہیں۔ وہ سختیوں کو برداشت کرتا اور مصائب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا اور آگے سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے قادر و توانا ربّ پر محکم یقین رکھتا ہے اور ان مصیبتوں کو کچھ چیز نہیں سمجھتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ وقتی اور عارضی اور زائل ہونے والی چیزیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمتوں کا جو وعدہ دیا گیا ہے وہ لازوال نعمتیں ہیں وہ عارضی نعمتیں نہیں ہیں۔ وہ پائیدار رضا اور خوشنودیٔ الٰہی ہے۔

وَاصۡبِرۡ عَلٰی مَاۤ اَصَابَکَ اِنَّ ذٰلِکَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ

میں نے کہا ہے کہ صبر کے ایک معنی یہ ہیں کہ زبان کو قابو میں رکھا جائے۔ زبان زیادہ تر اس وقت بے قابو ہوتی ہے جس وقت ایک دوسری بے قابو زبان انسان پر اندھا دھند وار کر رہی ہوتی ہے۔ طبیعت میں ایک جوش اور غصہ پیدا ہوتا ہے اور زبان سختی کے مقابلہ میں سختی کی طرف جھک جاتی ہے لیکن ہمارا خدا ہمیں کہتا ہے فَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ (طٰہٰ:۱۳۱) جو کچھ بھی وہ کہتے ہیں تمہیں غصہ تو آئے گا۔ تمہارے نفسوں میں جوش تو پیدا ہوگا۔ تمہاری زبان بے قابو ہونے کے لئے تڑپ رہی ہوگی مگر اس زبان پر وہ لگام ڈالے رکھو جو لگام میں نے تمہیں دی ہے۔ اسے بے قابو نہ ہونے دو۔

فَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ صبر سے کام لینا کیونکہ جب تم زبان کو قابو میں رکھو گے تو آسمان سے کئی

زبانیں تمہارے حق میں کھلیں گی اور فرشتے آئیں گے اور ان دکھوں کا جواب، ان گالیوں کا جواب، ان سختیوں کا جواب، فرشتے دیں گے لیکن اگر تمہاری زبان بے قابو ہوگئی تو پھر تم فرشتوں کی مدد سے محروم ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زبان کو قابو میں رکھنے کیلئے ہم تمہیں ایک تدبیر بتاتے ہیں۔ ہم تمہیں ایک نسخہ دیتے ہیں جب زبان سختی کے مقابلہ میں سختی کرنا چاہے تو یہ نسخہ استعمال کرو۔ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ (طٰہٰ:۱۳۱) تم اپنی زبان کو اس وقت اپنے ربّ کی حمد میں لگادو اور اس کی تسبیح میں لگادو اسی آیت کے آخر میں فرمایا۔ لَعَلَّکَ تَرْضٰی (طٰہٰ:۱۳۱) یعنی اس وقت اس غرض سے حمد اور تسبیح شروع کردو تا کہ تم خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرو۔ پس زبان کو قابو میں رکھنے اور زبان کی سختیوں اور زبان کے طعنوں اور زبان کی ایذاء اور زبان کے وار کا مقابلہ زبان سے نہیں کرنا۔

فَاصْبِرْ عَلٰی مَایَقُوْلُوْنَ دشمن طعنہ دے گا۔ دشمن زبان سے سختی کرے گا، افتراء کرے گا، اتہام لگائے گا، سینوں کو چھلنی کردے گا لیکن تمہاری زبان ان زبانوں کا مقابلہ کرنے کیلئے نہیں بنائی گئی بلکہ تمہارے منہ میں زبان اس لئے رکھی گئی ہے کہ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ کہ خدا کی حمد کرتے رہو اور اس کی تسبیح بیان کرتے رہو۔ پس جب غیر کی زبان، مخالف کی زبان اسلام پر ناجائز اعتراض کرکے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بے ہودہ افتراء باندھ کر تمہارے دلوں کو دکھائے تو تمہاری زبان اپنے قابو میں رہے اور اس کو قابو میں رکھنے کیلئے اس زبان سے خدا کی حمد اور اس کی تسبیح کے ترانے گانے شروع کر دو۔ ہمیں بعض دوسری آیات سے بھی پتہ لگتا ہے کہ صبر کا حمد اور تسبیح سے بڑا تعلق ہے جیسا کہ آیہ مذکورہ یعنی فَاصْبِرْ عَلٰی مَایَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ میں بھی بڑی وضاحت سے بیان ہوا ہے اور بعض دوسری آیات میں بھی صبر یا صبر کی بعض اقسام کا بڑی وضاحت کے ساتھ حمد اور تسبیح سے تعلق ظاہر کیا گیا ہے اس لئے مجھے خیال آیا کہ جہاں ہم نے تسبیح اور تحمید کرنی ہے وہاں حصول صبر کے لئے بھی دعا کریں۔ اس دعا میں بڑی گہرائی اور بڑی وسعت ہے کہ

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

ان آیات میں جو میں نے بعد میں دوستوں کے سامنے رکھی ہیں اللہ تعالیٰ نے صبر کے مختلف معانی اور اس کی حکمتیں بیان کی ہیں ''رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا ...... الخ'' دعائیہ الفاظ میں ہے ہمیں اس طرف متوجہ کرنے کیلئے اور ہمارے دل میں ایک تڑپ پیدا کرنے کیلئے کہ ہمیں صبر کے حصول کیلئے دعا کرنی

چاہئے۔

اللہ تعالیٰ سورۂ نحل (آیت: ۱۲۸) میں فرماتا ہے:۔

وَاصْبِرْ صبر کرو لیکن اللہ کی توفیق کے بغیر تم صبر نہیں کرسکو گے۔

’’وَمَاصَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ‘‘ اللہ کی مدد کے بغیر تم صبر کر نہیں سکتے اس واسطے جب ہمارے اس حکم کی تعمیل کرنا چاہو کہ صبر سے کام لو تو تمہارے لئے ضروری ہو کہ خدا کے حضور جھکو کہ اے خدا! تو نے ہمیں (ان تمام معانی میں جن کا ذکر میں نے ابھی کیا ہے) صبر کرنے کا حکم دیا ہے لیکن ہم کمزور بندے جانتے ہیں اور تو بھی جانتا ہے کہ اپنے طور پر صبر کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں اس لئے تو ہماری مدد کر۔

’’وَمَاصَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ‘‘ کے تقاضا کے مدِّنظر اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھا دی کہ

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا...... الخ

اے ہمارے ربّ! ہمیں کمال صبر عطا کر کیونکہ خود ہی دوسری جگہ فرمایا تھا۔

’’وَمَاصَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ‘‘ اللہ کی مدد کے بغیر صبر نہیں ہوسکتا۔ صبر کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ کی مدد کو اگر ہم اپنے الفاظ میں حاصل کرنے کی کوشش کریں تو الفاظ کے نقص کی وجہ سے شاید اس کو پا نہ سکیں۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی دعا کے ذریعہ صبر کو حاصل کرنے کی کوشش کریں اور چونکہ خدا تعالیٰ کے کلام میں جو دعائیں ہوتی ہیں وہ کامل ہوتی ہیں اس لئے اس کامل دعا کے نتیجہ میں اگر ہم خلوص نیت کے ساتھ اور عاجزی اور تضرع کے ساتھ اس دعا کو کریں اس حقیقت اور ان معانی کو سمجھتے ہوئے جو اس میں بیان کئے گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ دعا ہمارے حق میں پوری ہو جائے گی اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے خود وہ دعا سکھا دی یہ بتانے کے بعد کہ ’’وَمَاصَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ‘‘ صبر خدا کی مدد کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ کی مدد کیسے حاصل کرنی ہے؟ خدا تعالیٰ کہتا ہے دعا میں تمہیں سکھا دیتا ہوں جو یہ ہے۔

’’رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا‘‘ اب اس سے فائدہ اُٹھانا تمہارا کام ہے اور اللہ تعالیٰ یہاں فرماتا ہے کہ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ (النحل:۱۲۸) کہ جب خدا کی مدد اور خدا کے فضل سے اس دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں جو صبر کے حصول کے لئے ہم نے تجھے سکھائی ہے تو صبر کی طاقت پائے تو ’’وَلَاتَحْزَنْ عَلَيْهِمْ‘‘ دشمن کے جو حالات ہیں وہ تجھے اس غم میں نہ ڈالیں کہ کہیں اسلام کو وہ نقصان نہ پہنچا دیں اور جو تدبیریں وہ کرتے ہیں ان کی وجہ سے تو کوئی تکلیف محسوس نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میری ہدایت کے

مطابق تم صبر کرو گے تو میں تمہارے اس غم کو دور کرنے کے سامان پیدا کر دوں گا کہ کہیں دشمن اپنی مخالفانہ تدابیر میں کامیاب نہ ہو جائے اور تمہیں دل کے اس درد اور دل کے اس احساس سے بھی نجات دے دوں گا کہ مِمَّا يَمْكُرُوْنَ (النحل:۱۲۸) ان کی جو سازشیں ہیں ان سے اسلام کو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو کہیں نقصان نہ پہنچ جائے۔ نہ ان کے مکر کامیاب ہوں گے نہ ان کے منصوبے اپنی مراد کو پہنچیں گے۔ اگر تم میری ہدایت کے مطابق صبر سے کام لو گے اور اس صبر کو دعا کے ذریعہ سے کمال طور پر حاصل کر لو گے تو پھر جو دشمن کے منصوبے اور سازشیں ہیں وہ کامیاب نہ ہوں گی۔ تمہیں جو خوف اور غم ہے وہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ یاد رکھو کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (البقرہ:۱۵۴) اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ (ال عمران :۱۴۷) اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے اور جس کے ساتھ اللہ ہو اور جسے اللہ کا پیار حاصل ہو اس کو دنیا کا کوئی مکر نقصان نہیں پہنچا سکتا کیونکہ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا (ال عمران : ۱۲۱) اگر تم صبر سے کام لو گے اور اللہ ہی کو اپنی ڈھال بناؤ گے اور اس کی پناہ میں آ جاؤ گے تو دشمن جتنے چاہیں منصوبے کرتے رہیں، سازشیں کرتے رہیں، مکر کرتے رہیں ''لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا''۔ پس اس آیت میں بڑا زبردست وعدہ ہے جو ایک مومن کو دیا گیا ہے دشمن جو مرضی تدبیر کریں، مکر کریں، شازش کریں، منصوبہ باندھیں لَا يَضُرُّكُمْ وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ اگر تم صبر سے کام لو گے۔ اگر تم حقیقتاً اللہ کی پناہ میں آ جاؤ گے تو شیطان اور اس کی ذرّیت کے وار کبھی تمہارے خلاف کامیاب نہیں ہوں گے پس اس کی پناہ میں آنے کی کوشش کرو۔ اس کی ہدایت کے مطابق صبر کے شامیانوں کے نیچے خود کو لے آؤ۔

دوسرے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی ''ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا'' پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر کرو اور صبر پر دوام کے حصول کے لئے بھی دعا کرو یعنی یہ بھی دعا کرو کہ تمہیں کمال صبر کی توفیق ملے اور یہ بھی دعا کرو کہ تمہیں صبر پر دوام کی توفیق بھی ملے۔ ہمیشہ ملتی رہے یہ نہیں کہ چند سال تو خدا کے لئے تکالیف برداشت کر لیں اور پھر دل ٹوٹ گیا اور ہمت ہار بیٹھے اور جو کچھ حاصل کیا تھا وہ بھی کھو بیٹھو اور انجام بخیر نہ ہوا۔ اس واسطے ثبات قدم کے لئے دعائیں کرتے رہا کرو اور ثبات قدم خدا کے فضل سے اس کو ملتا ہے جو صبر سے کام لیتا ہے۔

سورہ محمد میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (محمد:۸)

اے مومنو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو یقیناً تمہیں اس کی مدد حاصل ہو جائے گی اور جب اس کی مدد حاصل ہو گی تو تمہیں ثباتِ قدم بھی مل جائے گا۔ یہاں ’’اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ‘‘ کا فقرہ استعمال کیا گیا ہے اور مفرداتِ راغبؒ ہمیں بتاتی ہے کہ جب قرآن کریم نے یہ محاورہ استعمال کیا ہو کہ انسان اگر اللہ کی مدد کرے۔ وہ اللہ جو کہ قادر مطلق اور غنی اور بے نیاز ہے اس کو اللہ کی مدد ملتی ہے تو جب یہ محاورہ استعمال کیا گیا ہو کہ جو شخص اللہ کی مدد کرے تو یہ نتیجہ نکلے گا یا وہ نتیجہ نکلے گا تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد کا محتاج ہے بلکہ اس کے معنی ہوتے ہیں۔

اوّل یہ کہ اس کے بندے کی مدد کرے۔

دوسرے یہ کہ اس کے دین کی مدد کرے۔

تیسرے یہ کہ اپنی مدد کرے اللہ کی قائم کردہ حدود کی حفاظت کرنے سے اپنی مدد کرے اس عہد کی رعایت کرنے سے جو اس نے اپنے ربّ سے باندھا ہے پس اللہ کی مدد کرنے کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ اللہ کے احکام کا جوا اپنی گردن پر رکھ لے اور جن باتوں سے اللہ نے اسے روکا ہے ان سے وہ بچے، یہ معنی ہیں اللہ کی مدد کرنے کے اور یہی معنی جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں صبر کرنے کے ہیں۔ یعنی صبر اور نصرت ایک مفہوم کے لحاظ سے قریباً ہم معنی ہیں تو اللہ تعالیٰ اگرچہ یہاں نصرت کا لفظ استعمال کرتا ہے لیکن اس معنی میں استعمال کرتا ہے جس معنی میں صبر کے لفظ کو بھی استعمال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بالفاظ دیگر یہ فرمایا کہ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ اگر تم صبر سے کام لو گے یَنْصُرْكُمْ تو وہ تمہاری مدد کو آئے گا اور اُس کی مدد کا ایک نتیجہ یہ ہو گا کہ تمہیں نیکیوں پر دوام حاصل ہو جائے گا۔ تمہیں مصائب کے برداشت کرنے کی اور دکھوں اور سازشوں اور دشمن کے مکر کے برداشت کرنے کی اور زبان کو قابو میں رکھنے کی دائمی قوت عطا ہو جائے گی، ثبات قدم عطا ہو گا یعنی یہ نہیں کہ ایک سال تو نہیں طاقت ملی اور اگلے سال پھر تم جہنم میں چلے جاؤ بلکہ جب تم اللہ کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے تو تمہارا ثباتِ قدم تمہیں اس جنت سے پھر نکلنے نہیں دے گا کیونکہ وقت جو بھی تقاضا کرے گا تم اس کو پورا کرنے والے ہو گے۔

آج کا دن اسلام کے غلبہ کے لئے جو تقاضا کرتا ہے ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ اس کو پورا کرے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر صبر سے کام لو گے تو تمہیں ثباتِ قدم عطا ہو گا۔ پھر تم نیکیوں پر ایک دوام پاؤ گے اور رضائے الٰہی کے حصول کے بعد تمہیں اس کی ناراضگی کبھی نہیں ملے گی۔

پھر فرمایا:۔

وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ اسلام کا جو منکر اور مخالف ہے وہ اسلام کو کمزور کرنے کیلئے جو بھی تدبیر کرے اس کے خلاف ہماری مدد کر۔

غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں مدد تو کرتا ہوں لیکن میں مدد ان لوگوں کی کرتا ہوں جو میرے احکام کو مانتے اور میری خاطر اور میرے حضور ہر قسم کی مطلوبہ قربانیوں کو پیش کرتے ہیں اور تم اس کی توفیق بھی مجھ سے ہی پاسکتے ہو اس لئے تم دعا کرتے رہا کرو۔

رَبَّنَاۤ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ

پس میں آج اس دعا کے کرنے کی تحریک کر رہا ہوں۔ اس دعا کے جو وسیع معانی ہیں میں نے ان کو ایک حد تک بیان کر دیا ہے۔ ان معانی کو ذہن میں رکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور جس حد تک ممکن ہو یہ دعا کریں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ دن میں کم از کم ۳۳ بار یہ دعا کیا کریں۔ اس پر زیادہ وقت نہیں لگے گا اور یہ کام زیادہ قربانی نہیں چاہتا لیکن اگر آپ ان معانی کو ذہن میں رکھ کر یہ دعا کریں تو یہ بات بڑی برکتوں کا موجب ہوگی۔

اس وقت ایک بڑی وسیع اور گہری سازش اسلام کے خلاف ہو رہی ہے جو دراصل پہلے عیسائیت کے خلاف تھی جو بہت حد تک کامیاب ہوگئی۔ اب اس نے اپنا رُخ اسلام کی طرف پھیرا ہے اور اس سازش کی تفاصیل جب سامنے آتی ہیں تو انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور انسان کو اپنی کمزوری اور بے بسی کا شدت سے احساس ہونے لگتا ہے اور انسان کا ذہن پریشان ہو جاتا ہے کہ اتنی بڑی بین الاقوامی سازش کا اسلام ہمارے ذریعہ سے (کیونکہ خدا نے ہمیں اس کام کے لئے منتخب کیا ہے) کس طرح مقابلہ کرے گا۔ تب اللہ تعالیٰ ہمت بڑھانے کے لئے اور عزم کو پیدا کرنے کیلئے اور اپنے وعدوں پر پختہ یقین پیدا کرنے کیلئے ان دعاؤں کی طرف توجہ دلا دیتا ہے اور میرا یہ فرض ہے کہ جماعت کو کہوں کہ یہ دعائیں کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان دعاؤں کے نتیجہ ہی میں اگر وہ خلوص نیت سے کی جائیں اور عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے کی جائیں۔ ہمیں ان ذمہ داریوں کو نبھانے کی توفیق عطا کرے گا جو اس نے ہم پر ڈالی ہیں۔ ہمیں ہر معنی میں، ہر حالت میں، ہر وقت میں صبر کی توفیق عطا کرے گا ثبات قدم دے گا اور ایسے افعال کی توفیق دے گا کہ جس کے نتیجہ میں اس کی مدد انسان کو مل جاتی ہے۔ اگر یہ

دعائیں نہ ہوتیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا سہارا نہ ہوتا اگر اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں پر یقین نہ ہوتا تو انسان ایک لحظہ کے لئے سوچ نہ سکتا کہ اسلام کے خلاف اتنی عظیم سازش ناکام ہوکر رہ جائے گی۔

مجھے ایک اور سازش کی تفاصیل کا ابھی چند دن ہوئے علم ہوا اور جب میں نے پڑھا میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ پھر جب میں نے قرآن کریم کو دیکھا تو ہر وہ بات جس کا ذکر سازش میں کیا گیا ہے اس کا ردّ میں نے قرآن کریم میں پالیا اور اس سے دل کو تسلی ہوگئی کہ اس علاّم الغیوب نے اس سے قبل کہ اسلام کے خلاف اس پُرانی سازش کی تفصیل کا اظہار ہو ہمارے دل کی تسلی کے لئے اس سازش کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کر کے ان کی ناکامی کے متعلق بشارت یا وعدہ دیا ہوا ہے۔

پس انسان بڑا کمزور ہے اور اللہ تعالیٰ عظیم قدرت اور عظیم شان والا ہے۔ خود سوچو کہ ہمارے جیسے کمزور انسانوں کو خدا یہ کہے کہ میں تمہارے ذریعہ سے اسلام کو غالب کرنے والا ہوں۔ انسان کے کان میں جب یہ آواز پہنچتی ہے تو عقل مند انسان پر اسی وقت ایک موت وارد ہو جاتی ہے۔ لاشئی محض ہونے کا احساس بیدار ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدرتوں کو نیم مُردہ سے ظاہر کرنا چاہتا ہے یعنی ایک نیست کے ذریعہ اپنی کامل قدرتوں کو ظاہر کرنا چاہتا ہے اور انتخاب کر لیا ہے میرے اور تمہارے جیسے انسانوں کا۔ پھر خدا تعالیٰ ایک یقین بخشتا ہے، عرفان عطا کرتا ہے۔ تدبیریں سمجھاتا ہے، خود دعائیں بتا دیں کہ یہ دعائیں پڑھو۔ میرے حضور آؤ۔ اپنے پر موت وارد کرو (پھر موت وارد کرنے کے طریقے بتا دیتا ہے) میری رضا کو حاصل کرو رضا کے حصول کے لئے دعائیں اور تدابیر سکھا دیتا ہے ایک کمزور میں اپنی کامل قدرتوں کا جلوہ دکھا کے دنیا کو اس بات کے تسلیم کرنے پر مجبور کر دیتا ہوں کہ اس ذرّہ ناچیز نے ایک روحانی انقلابِ عظیم بپا کیا حالانکہ اس انقلابِ عظیم کو بپا کرنے والا خود وہی ہوتا ہے اور اس کی قدرت کے جلوے ہوتے ہیں لیکن بیچ میں ایک پردہ لے آتا ہے۔

خدا کرے کہ وہ ذرّہ ناچیز ہم ہی بن جائیں۔ اپنی غفلتوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے کوئی اور اس کا وہ ذرّہ ناچیز نہ بنے بلکہ ہمیں ہی اس کی کامل رحمت، اس کا کامل فضل، اس کی کامل رضا حاصل ہو اور اس کی اس تقدیر اور حکم کا اجراء ہمارے ذریعہ سے ہو جو آسمانوں پر ہو چکا اور جس کا زمین پر اجراء ہونے والا ہے۔ یعنی توحید حقیقی کا قیام۔ اسلام کا عالمگیر غلبہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل فتح۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۹؍ مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۲ تا ۷)